06736

(3)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں:

(1)۔۔رمضان کی تئیسویں شب کو سورہ روم اور سورہ عنکبوت کا پڑھنا، جو امام صاحب تراویح پڑھانے کے بعد پڑھتے ہیں اور لوگ بیٹھ کر سنتے ہیں اس کے بعد کچھ پیسے امام صاحب کو دئے جاتے ہیں۔

(2)۔۔ہر شب جمعہ کو سورہ ملک امام صاحب پڑھتے ہیں اور لوگ بیٹھ کر سنتے ہیں اور اس کو ضروری بھی سمجھتے ہیں اگر کوئی منع کرے تو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ یہ ثابت ہے؟

(3)۔۔قضاء عمری کا شریعت میں ثبوت ہے یا نہیں؟

براہ مہربانی درجہ بالا مسائل کے بارے میں مدلل جواب دیکر یہ واضح کریں کہ شرعاً ان کا ثبوت ہے یا نہیں۔

(جواب منسلک ہے)

دارالافتاء
فتویٰ نمبر ۹۰/۱۸۸۱

مستفتی۔ سجاد احمد

پتہ: متعلم درجہ ثانیہ (دارالعلوم کراچی)

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# الجواب حامداً و مصلیاً

(۱)۔۔۔واضح رہے کہ اس بات میں شک نہیں کہ قرآن کریم کی تلاوت باعث خیر و برکت اور اجر وثواب ہے، تاہم اس سلسلے میں شرعی اصولوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے، اور کوئی ایسی صورت اختیار کرنا جو شرعی حدود یا اصولوں سے متجاوز ہو جائز نہیں، اسی طرح دلیل شرعی کے بغیر کسی سورت کے متعلق کوئی خاص فضیلت منسوب کرنا یا اس کی تلاوت کو بغیر مستند دلیل کے کسی خاص تاریخ یا دن کے ساتھ مخصوص کرنا درست نہیں۔

رمضان المبارک کی تئیسویں شب کو تراویح کے بعد "سورۂ عنکبوت" اور "سورۂ روم" کے پڑھنے کی کتب حدیث یا کتب تفسیر میں کوئی فضیلت نہیں ملی، لہذا خاص اس دن ان سورتوں کو پڑھنا، اور پھر مٹھائی وغیرہ پر دم کر کے اس کو حاضرین میں تقسیم کرنا اور اس عمل پر التزام کرنے کو باعث اجر و ثواب، یا مستحب سمجھنا درست نہیں، بلکہ اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

(۲)۔۔۔احادیث مبارکہ میں رات کو سورت ملک تلاوت کرنے کے بہت فضائل مذکور ہیں، اور ہر شخص کے لیے خود اس کی تلاوت کرنا باعث اجر وثواب ہے، لیکن شب جمعہ کو اجتماعی طور پر اکھٹے بیٹھ کر سورت ملک کی اس طور پر تلاوت کرنا کہ امام اس کی تلاوت کرے اور مقتدی سنیں، شریعت سے ثابت نہیں ہے، نیز اس طریقہ کو باعث اجر وثواب، یا مستحب سمجھنا بھی درست نہیں، بلکہ ایسا طریقہ اختیار کرنا احداث فی الدین اور بدعت ہے جس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

**مشكاة المصابيح (۱ / ۴۶۴)**

وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " لا تختصوا ليلة الجمعة بقيام من بين الليالي ولا تختصوا يوم الجمعة بصيام من بين الأيام إلا أن يكون في صوم يصومه أحدكم.رواه مسلم

**كتاب الاعتصام للشاطبي – (۱ / ۳۱۳)**

ومن البدع الإضافية التي تقرب من الحقيقية أن يكون أصل العبادة مشروعاً إلا أنها تخرج عن أصل شرعيتها بغير دليل توهماً أنها باقية على أصلها تحت مقتضى الدليل ، وذلك بأن يقيد إطلاقها بالرأي ، أو يطلق تقييدها ، وبالجملة تخرج عن حدها الذي حد لها ومثال ذلك أن يقال : إن الصوم في الجملة مندوب إليه لم يخصه الشارع بوقت دون وقت ..............وما أشبه ذلك ، بحيث لا يقصد بذلك وجهاً بعينه مما لا ينثني عنه . فإذا قيل له : لم خصصت تلك الأيام دون غيرها ؟ لم يكن له بذلك حجة غير التصميم ، أو يقول : إن الشيخ الفلاني مات فيه أو ما أشبه ذلك ، فلا شك أنه رأي محض بغير دليل ، ضاهى به تخصيص الشارع أياماً بأعيانها دون غيرها ، فصار التخصيص من المكلف بدعة ، إذ هي تشريع بغير مستند .

ومن ذلك تخصيص الأيام الفاضلة بأنواع من العبادات التي لم تشرع لها تخصيصاً ، كتخصيص اليوم بكذا وكذا من الركعات ، أو بصدقة كذا وكذا ، أو الليلة الفلانية بقيام

Scanned by CamScanner

كذا وكذا ركعة ، أو بختم القرآن فيها أو ما أشبه ذلك فإن ذلك التخصيص والعمل به إذا لم يكن بحكم الوفاق أو بقصد يقصد مثله أهل العقل والفراغ والنشاط ، كان تشريعاً زائداً .

ولا حجة له في أن يقول : إن هذا الزمان ثبت فضله على غيره فيحسن فيه إيقاع العبادات لأنا نقول : هذا الحسن هل ثبت له أصل أم لا ؟ فإن ثبت فهو مسألتنا كما ثبت الفضل في قيام ليالي رمضان ، وصيام ثلاثة أيام من كل شهر ، وصيام الأثنين والخميس ، فإن لم يثبت فما مستندك فيه العقل لا يحسن ولا يقبح ولا شرع يستند إليه ؟ فلم يبق إلا أنه ابتداع في التخصيص ، كإحداث الخطب وتحري ختم القرآن في بعض ليالي رمضان .

(۳)۔۔۔ بعض لوگ قضائے عمری کے نام سے رمضان المبارک کے آخری جمعہ کے دن جو نماز پڑھتے ہیں یہ شرعاً ثابت نہیں ہے، ایسا کرنا خلافِ شریعت اور بدعت ہے اور مذکورہ وقت میں چند رکعات نماز پڑھ لینے سے یہ سمجھ لینا کہ اس سے میرے ذمہ تمام قضاء نمازیں ادا ہو جائیگی درست نہیں ہے۔

شرعی مسئلہ یہ ہے کہ جس شخص کے ذمہ قضاء نمازیں ہوں خواہ عمداً قضاء ہوئی ہوں یا سہواً قضاء ہوئی ہوں، ان سب قضاء نمازوں کی ادائیگی کرنا شرعاً ضروری ہے جن کی قضاء کے لئے کوئی دن، تاریخ یا وقت مقرر نہیں بلکہ ممنوع اوقات اور عصر کے آخری وقت (جس وقت سورج کی روشنی زرد ہو جائے) کے علاوہ وہ قضاء نمازیں کسی بھی وقت ادا کی جا سکتی ہے بلکہ روزانہ ہر نماز کے ساتھ وقت نماز کے علاوہ ایک ایک قضاء نماز کی ادائیگی کی جا سکتی ہے، البتہ لوگوں کے سامنے اس طرح ظاہر کر کے نہ پڑھی جائیں کہ ان کو معلوم ہوں کہ یہ اپنی قضاء نمازیں پڑھ رہا ہے۔(ماخذہ تبویب ۹۱/۱۸۲۸)

عمدة الرعاية بتحشية شرح الوقاية لإمام محمد عبد الحي اللكنوي (١/ ٥٦)

قال علي القاريّ في ((تذكرة الموضوعات)): عند ذكر حديث: ((مَن قضى صلاةً من الفرائض في آخرِ جمعةٍ من رمضانَ كان جابراً لكلّ فائته في عمرِهِ إلى سبعين سنة)) بعد الحكم بأنّه باطلٌ لا أصل له

عبد الودود
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۸/رجب/۱۴۳۸ھ
۲۶/اپریل/۲۰۱۷ء

الجواب صحیح
بندہ محمد عبدالمنان عفی عنہ
نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۷/رجب/۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح
اصغر علی ربانی
۲۸ رجب ۱۴۳۸ھ

دار الافتاء
۹۱/۱۸۸۱

نائب مفتی

Scanned by CamScanner